20

جماعت کے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد عیسائیت کا استیصال ہے

تمہارا فرض ہے کہ جدوجہد اور اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ ہمیشہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کوشاں رہو

(فرمودہ 11 جولائی 1958ء بمقام مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ، جمعہ کی نماز سے عموماً چھوٹا ہوتا تھا [1] مگر اِس زمانہ میں لوگوں کو زیادہ لمبے خطبے سننے کی عادت ہوگئی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ عمل کم کرتے ہیں اور خطیب کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنے خطبہ کو لمبا کرے تا کہ لوگوں پر اثر ہو لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں میں عمل کرنے کا بہت زیادہ جذبہ پایا جاتا تھا اور وہ چھوٹی سے چھوٹی بات سنتے ہی فوراً اُس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جایا کرتے تھے۔ اس لیے ضرورت نہیں ہوتی تھی کہ اُن کے سامنے زیادہ لمبی بات بیان کی جائے۔ عربی زبان میں ایک ضرب المثل بھی ہے کہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ یعنی اچھے سے اچھا کلام وہی ہوتا ہے جو چھوٹے سے چھوٹا بھی ہو اور پھر دلیل بھی اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ پس حقیقت یہی ہے کہ اگر کسی چھوٹی بات پر بھی عمل کر لیا جائے تو

وہ کسی ایسے خطبہ سے بہت زیادہ بہتر ہوتی ہے جو لمبا تو ہو مگر اُس پر عمل نہ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ سارا قرآن ابوجہل کی وجہ سے نازل ہوا ہے ورنہ اگر سب لوگ ابوبکرؓ جیسے ہی ہوتے تو بِسْمِ اللّٰہِ کی ب ہی ان کی ہدایت کے لیے کافی تھی۔2 ''ب'' کے معنے ساتھ کے ہیں اور دین کا سارا خلاصہ اِسی میں آ جاتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جائے۔ اب مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ آپ یہ بات اپنی طرف سے بیان فرمایا کرتے تھے یا کسی پہلے بزرگ کی بیان فرمایا کرتے تھے۔ بہرحال آپ فرماتے تھے کہ اگر ابوبکرؓ جیسے لوگ ہی پائے جاتے تو ان کے لیے اتنے بڑے قرآن کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اُن کے لیے صرف بِسْمِ اللّٰہِ کی ''ب'' ہی کافی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتے اور ہدایت پا جاتے۔ تو انسان اگر کوشش کرے تو چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

مثنوی رومی میں لکھا ہے کہ محمود غزنوی نے ایک دفعہ ایک مقام پر حملہ کیا۔ وہ ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے اچانک ایک پہاڑ کی طرف دیکھا۔ ایاز نے اُسی وقت فوج کا ایک دستہ لیا اور اُس طرف کو چلا گیا۔ چونکہ وہ ایاز سے بہت محبت کرتا تھا اور لوگ اِس پر حسد کرتے تھے اس لیے جب وہ فوج کا دستہ لے کر اُدھر چلا گیا تو انہوں نے محمود سے کہا کہ حضور! دیکھیے ایاز کیسا بے وفا ہے آج ہی خطرے کا وقت تھا اور آج ہی وہ فوج کا دستہ لے کر کہیں باہر چلا گیا ہے۔ محمود نے کہا اُسے آنے تو دو پھر پتا لگ جائے گا کہ وہ کیوں گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا تو دشمن کے دو آدمی اُس کے ساتھ تھے جنہیں اُس نے گرفتار کیا ہوا تھا۔ محمود نے کہا تم اچانک فوج کا دستہ لے کر کدھر چلے گئے تھے؟ اُس نے کہا حضور نے جو اچانک اس پہاڑ کی طرف دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ میرا آقا کوئی حرکت بِلا وجہ نہیں کیا کرتا۔ ضرور اِس کی تہہ میں کوئی بات ہوگی۔ چنانچہ میں ایک دستہ فوج لے کر اُدھر چلا گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ پہاڑی درّہ میں دشمن کے یہ دو آدمی چھپے بیٹھے تھے اور ان کی سکیم یہ تھی کہ جب حضور نیچے سے گزریں تو اوپر سے پتھر گرا کر حضور کو ہلاک کر دیں۔ اب ان دونوں آدمیوں کو میں گرفتار کر کے لے آیا ہوں۔ محمود نے اُن لوگوں کی طرف دیکھا جنہوں نے اس کی شکایت کی تھی اور کہا بتاؤ تم وفادار ہو یا یہ وفادار ہے؟ میں نے اسے کچھ کہا نہیں صرف آنکھ اُٹھا کر میں نے اُس طرف دیکھا تھا مگر یہ اُسی وقت فوج کا ایک دستہ اپنے ساتھ لے کر اُس طرف کو نکل گیا اور دشمن کے آدمیوں کو گرفتار کر کے لے آیا کیونکہ اس نے سمجھا کہ محمود کوئی لغو کام نہیں کیا کرتا۔ اس نے جو پہاڑ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا ہے تو

اس میں ضرور کوئی بات ہوگی۔ تو دیکھو! عقلمند لوگ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم میں یہ خوبی نہ ہو اور ہم بھی چھوٹی چھوٹی باتوں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائیت کے فتنہ کے استیصال کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث فرمایا گیا ہے اور ہماری جماعت کا بھی فرض ہے کہ وہ عیسائیت کو مٹانے کے لیے ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو قیامت تک نہیں رہنا تھا لیکن عیسائیوں کا فتنہ ایک لمبے عرصہ تک رہنا تھا۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد یہ کام کیا گیا تو درحقیقت یہ کام آپ کی جماعت کے سپرد کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو جب تک زندہ رہے عیسائیت کی تردید فرماتے رہے لیکن اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ عیسائیوں کے فتنہ کو دور کرے اور اِس کام کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرے۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعض نوجوان عیسائیوں سے ڈر کر اُن کا تمدّن اختیار کر لیتے ہیں اور پھر اس پر بڑا فخر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے حالانکہ جب وہ عیسائیت کی نقل کرتے ہیں تو اپنے آپ پر لعنت کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے منہ سے اپنے دین کو جھوٹا قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں بارہا تحریر فرمایا ہے کہ مجھے خدا نے عیسائیت کے استیصال کے لیے مبعوث فرمایا ہے 3 اور یہ کام صرف آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ آپ کے سپرد اِس عظیم الشان کام کے کرنے کے یہ معنے تھے کہ آپ کے بعد آپ کی جماعت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس کام کو سنبھالے اور عیسائیت کو مٹانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ آپ لوگوں میں سے ہی کچھ نوجوان افریقہ گئے اور وہاں انہوں نے عیسائیت کے خلاف ایسی جدوجہد کی کہ یا تو ایک زمانہ ایسا تھا جب یہ سمجھا جاتا تھا کہ سارا افریقہ عیسائی ہو جائے گا اور یا آج ہی ایک اخبار میں مَیں نے ایک انگریز خاتون کا مضمون پڑھا جس میں اُس نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام افریقہ میں بڑی سُرعت سے پھیل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت جو پہلے پہل ٹانگانیکا میں پھیلنی شروع ہوئی تھی اب مشرقی افریقہ کے اکثر علاقوں میں پھیلتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

اسلام کی یہ تبلیغ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مبلّغوں کی وجہ سے ہی ہو رہی ہے۔ 1927ء میں ہم نے وہاں مشن قائم کیے تھے جن پر اب اکتیس سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ اِس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کی کوششوں میں ایسی برکت ڈالی کہ اب خود اس انگریز نے تسلیم کیا ہے کہ چار سال کے عرصہ میں پہلے سے دس گنا لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر ہمارے نوجوان یورپ اور افریقہ کے عیسائیوں میں تہلکہ مچا سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر یہاں کوشش کی جائے تو اِس جگہ کے عیسائی بھی اسلام کے مقابلہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔

لارڈ ہیڈلے جو کسی زمانہ میں پنجاب کے گورنر بھی رہ چکے ہیں جب واپس گئے تو افریقہ میں سے ہوتے ہوئے لندن گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ میں افریقہ میں اتنا بڑا تغیر دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان عیسائیت کا شکار ہیں یا عیسائی اسلام کا شکار ہیں۔

ہمارے وہ مبلغ جنہوں نے ان علاقوں میں کام کیا کوئی بڑے تعلیم یافتہ نہیں تھے مگر جب وہ خدا تعالیٰ کا نام پھیلانے کے لیے نکل گئے تو خدا نے اُن کے کام میں برکت ڈالی اور اکیلے اکیلے آدمی نے بڑے بڑے علاقوں پر اثر پیدا کر لیا اور انہیں اسلام کی خوبیوں کا قائل کر لیا۔ مگر اب وہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ اَور آدمی بھی آئیں جوان علاقوں میں تبلیغِ اسلام کا کام سنبھالیں تا کہ اسلام سارے افریقہ میں پھیل جائے اور یہ کام اُن نوجوانوں کا ہے جو ابھی وہاں نہیں گئے۔ شروع شروع میں تو ایسے نوجوان بھجوائے گئے تھے جنہیں عربی بھی اچھی طرح نہیں آتی تھی مگر رفتہ رفتہ انہوں نے اچھی خاصی عربی سیکھ لی۔ مولوی نذیر احمد صاحب جنہوں نے وہیں وفات پائی ہے، نیر صاحب کے بعد بھجوائے گئے تھے اور بی۔ ایس۔ سی فیل تھے اور عربی بہت کم جانتے تھے مگر پھر انہیں ایسی مشق ہو گئی کہ وہ عربی زبان میں گفتگو بھی کر لیتے تھے اور بڑی بڑی کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیتے تھے بلکہ آخر میں تو انہوں نے عربی کی اِتنی کتابیں جمع کر لی تھیں کہ جو اعتراض ہوتا اُس کا جواب وہ فوراً اُن کتابوں میں سے نکال کر پیش کر دیتے۔ وہاں مالکیوں کا زور ہے اور وہ لوگ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کتابوں میں سے نکال کر دکھا دیا کہ امام مالکؒ بھی یہی کہتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنے چاہییں جس پر وہ لوگ بڑے حیران ہوئے اور اُنہیں یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ آپ کی بات درست ہے۔ اب بھی وہاں سے خط آیا ہے کہ ہمارا ایک مبلغ جو مولوی فاضل ہے اُس سے وہاں کے مولویوں نے بحث کی۔

وہاں کے علماء عربی زبان خوب جانتے ہیں اور ہمارا یہ مبلغ زیادہ عربی نہیں جانتا تھا مگر چونکہ دل میں ایمان تھا اِس لیے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ عربی میں مباحثہ ہو۔ چنانچہ عربی زبان میں مباحثہ ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف مولوی سب بھاگ گئے اور انہوں نے کہا ہم احمدیوں سے بحث نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ تو پاگل ہیں جنہیں ہر وقت مذہبی باتیں کرنے کا ہی جنون رہتا ہے۔

تو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ ہمیں کچھ آتا نہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے دین کی تائید کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ کسی قسم کی قُربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ خود اُس کی مدد فرماتا ہے اور اُس کی مشکلات کو دور فرما دیتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کو ہی دیکھ لو انہیں نماز پڑھانی بھی نہیں آتی تھی مگر رفتہ رفتہ انہوں نے ایسی قابلیت پیدا کر لی کہ مشہور لیکچرار بن گئے۔ مولوی محمد علی صاحب بھی گو ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی تھے اور کالج کے پروفیسر تھے مگر عربی سے اُنہیں زیادہ مَس نہیں تھا لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے ایسی ترقی کی کہ قرآن کی تفسیر لکھ ڈالی۔ تو جب انسان کو کسی کام کی دھت لگ جائے وہ اُس میں ترقی حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ انہوں نے بعض مولوی بھی اپنی مدد کے لیے رکھے ہوئے تھے مگر ان کی باتوں کو استعمال کرنے کے لیے بھی تو لیاقت کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ ہمارے ملک میں سینکڑوں مولوی پھرتے ہیں وہ کیوں کوئی تفسیر نہیں لکھ سکتے؟ ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی نے بھی اِسی شوق کی وجہ سے ترقی کی اور اُس نے قرآن کی تفسیر لکھ دی۔ اُس نے حضرت خلیفہ اوّل سے قرآن سیکھا اور آپ کے درسوں میں شامل ہوتا رہا۔ پھر خود بھی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا اور آخر اتنی ترقی کر لی کہ مفسر بن گیا۔

پس جماعت کے سب دوستوں کو چاہیے کہ وہ اپنی کوشش اور جدوجہد اور نیک نمونہ کے ذریعہ سے عیسائیت کو شکست دینے کی کوشش کریں۔ یہ مت سمجھو کہ عیسائیت تو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ہم اس کو شکست دینے میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آج ہی میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ مجھے اس میں یہ پیشگوئی نظر آئی کہ عیسائیت آخر شکست کھائے گی اور وہ دنیا سے مٹا دی جائے گی۔ پس عیسائیت کی ظاہری ترقی کو دیکھ کر مت گھبراؤ۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی ترقی کے سامان پیدا فرمائے گا اور کفر کو شکست دے گا۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ اپنے اندر ایمان پیدا کرو۔ اور اُس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ جس کے لیے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے"۔

(الفضل 25 جولائی 1958ء)

1 : مسلم کتاب الجمعة باب تخفيف الصّلٰوة وَالْخُطْبَةِ

2 : ملفوظات جلد 2 صفحہ 233 (مفہوماً)

3 : کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 262 حاشیہ